گاڑی کی کیا ضرورت ہے۔ علیحدہ گاڑی پر بہت اضافی خرچ ہوتا ہے' انسانوں کا بھی اور مال کا بھی۔ اگر آپ وسیع پیمانہ پر ڈاکٹروں کو' یا ڈاکٹروں کی کمیونٹی کو دین کے لیے متحرک کر سکیں تو یہ پیما کی اصل کامیابی ہو گی۔

اس پہلو سے جو بات میں کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ "اگر ایک اور جماعتِ اسلامی ہی بنانا تھی تو جماعت سے علیحدہ کام کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔

۶ - طالب علمی کی زندگی اور کیریئر اور متاہلانہ زندگی میں بڑا فرق واقع ہو جاتا ہے۔ جو ماضی کے رومانوی خوابوں میں کھوئے رہتے ہیں' وہ مایوسی کا شکار ہوتے ہیں۔ جو حقائق کا سامنا کر کے اپنے مقصد کی طرف اپنی راہ خود بنانے کے عزم سے سرشار ہوتے ہیں' وہ بالآخر راہ پا لیتے ہیں۔ جو لوگ امریکہ سدھار گئے ہیں' اگر مجبور و مضطر نہیں' تو ان کے جانے کی وجہ یہ نہیں کہ کوئی واضح ٹارگٹ نہیں' بلکہ یہ ہے کہ اب دوسرے ٹارگٹوں کو ترجیح حاصل ہو گئی ہے' اور ماضی کے' جمعیت کے زمانہ کے' ٹارگٹ مدھم' غیر واضح اور نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔

۷ - اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وسائل تو آپ کو خود ہی فراہم کرنا ہوں گے۔ آخر جماعت سب کے لیے اتنے وسائل کہاں سے لائے ؟ وسائل جمع کرنے کا ذریعہ "ہم" ہی ہیں۔ آپ سوچیے کہ کیا آپ کو ۱۰۰ ڈاکٹر کراچی میں ایسے نہیں مل سکتے جو روزانہ اپنے ایک مریض کی فیس ایک ڈبہ میں غلبۂ دین اور اپنے منصوبوں کے لیے ڈالتے رہیں۔ میرا اندازہ ہے ۵۰ - ۶۰ لاکھ سالانہ اسی طرح جمع ہو سکتے ہیں۔ (خرم مراد)

اسبال ازار

اسبال ازار سے کیا مراد ہے۔ ٹخنوں سے نیچے ازار (تہمد) کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار (مشکوۃ بحوالہ بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ٹخنوں سے نیچے ازار (تہمد) کا جو حصہ ہو گا وہ دوزخ کے حوالے ہو گا۔

حدیث فہمی کی ایک اصل

جس طرح قرآن فہمی کے چند مسلمہ اصول ہیں' اسی طرح حدیث فہمی کے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک اصل جو دونوں میں مشترک ہے' یہ ہے کہ صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مسئلہ جو متعدد سورتوں میں اور متعدد آیتوں میں بیان ہوا ہے ان سب کو سامنے رکھا جائے۔ اسی طرح کوئی مسئلہ جو متعدد احادیث میں بیان ہوا ہو ان سب کو سامنے رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو صرف یہی نہیں کہ انسان صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچتا بلکہ غلط نتیجہ اخذ کر کے بعض اوقات گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں جو بہت سے گمراہ فرقے پھیلے ہوئے ہیں اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ انھوں نے کسی ایک آیت یا کسی ایک حدیث کو اپنے مسلک کی بنیاد بنا لیا ہے اور دوسری آیتوں اور حدیثوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک حکم کسی آیت یا کسی حدیث میں مطلق ہوتا ہے' لیکن کسی دوسری آیت یا حدیث میں اسی حکم کے لیے کوئی قید یا کوئی شرط بیان کر دی گئی ہے۔ پھر اگر کوئی شخص صرف مطلق کو لے لے اور مقید کو چھوڑ دے تو وہ غلط نتیجے پر پہنچ جائے گا۔ اسبال کی مذکورہ بالا حدیث بھی اسی طرح کی ایک حدیث ہے۔

اِسبال کے معنی اور مشروط وعید

اِسبال کے متعدد لغوی معانی ہیں۔ ایک معنی کپڑے کو لٹکانا ہے۔ مثلاً **اسبل الستر** (اس نے پردہ لٹکایا)۔ اس لفظ کا اطلاق عمامہ' قمیص' ازار اور چادر سب پر ہوتا ہے۔ اسبال' ازار (تہمد) اور پاجامے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ احادیث میں کہیں ازار کا لفظ ہے' کہیں ثوب (کپڑا) کا' کہیں عمامہ کا اور کہیں ردا (چادر) کا۔ مذکورہ بالا حدیث میں ازار کا لفظ ہے اور دوزخ کی وعید مطلق ہے۔ اس سے کوئی شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ جو بھی اپنا ازار یا پاجامہ دونوں ٹخنوں سے نیچے رکھے وہ دوزخ کی وعید کا مستحق ہے' لیکن یہ سمجھنا صحیح نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ دوسری صحیح احادیث میں اس وعید کے لیے شرط اور قید موجود ہے اور یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ وعید کس کے لیے ہے۔ میں یہاں حدیث کی صرف تین کتابوں --- مشکوٰۃ' جمع الفوائد اور مسلم شریف سے چند احادیث پیش کروں گا۔ اوپر میں نے جو حدیث نقل کی ہے وہ مشکوٰۃ ہی کی ہے۔ مشکوٰۃ ہی میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث اور ہے جس کا متن یہ ہے:

(۱) وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ یوم القیمۃ الی من جر ازارہ بطرا متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم' کتاب اللباس)

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو بہ نظر رحمت نہیں دیکھے گا جس نے گھمنڈ اور تبختر کے طور پر اپنے ازار کو زمین پر گھسیٹا ہوگا۔

جر کے معنی کھینچنے اور گھسیٹنے کے ہیں۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے دنیا میں اپنا ازار اتنا نیچا رکھا ہوگا کہ وہ زمین پر گھسٹتا چلے اور ایسا اس نے گھمنڈ اور تبختر کے طور پر کیا ہوگا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے محروم رہے گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(۲) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلا لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمہ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم کتاب اللباس)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹا، غرور اور تکبر کی بنا پر، اس کو اللہ قیامت کے دن بہ نظر رحمت نہیں دیکھے گا۔

(۳) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلا لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمہ فقال ابوبکر یارسول اللہ ازاری یسترخی الا ان اتعاھدہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست ممن یفعلہ خیلا (رواہ البخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے غرور میں اپنا کپڑا گھسیٹا، قیامت کے دن اس کو اللہ بہ نظر رحمت نہیں دیکھے گا، تو ابوبکرؓ نے کہا، یا رسول اللہ! میرا ازار ڈھیلا ہو کر نیچے لٹک جاتا ہے لیکن میں اس کی نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا، تم یہ کام غرور اور گھمنڈ کی بنا پر نہیں کرتے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ وعید کا مستحق وہ شخص ہے جو اپنا ازار یا قمیص گھمنڈ اور تکبر کی بنا پر ٹخنوں سے نیچے رکھتا یا زمین پر گھسیٹتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

(۴) الاسبال فی الازار والقمیص والعمامہ (جمع الفوائد، مشکوٰۃ)

اسبال، ازار، قمیص اور عمامہ (پگڑی) میں ہوتا ہے۔

(۵) عن ام سلمہ قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین ذکر الازار فالمراۃ یارسول اللہ قال ترخی شبرا فقالت اذا تنکشف عنہا قال فذراعا لا تزید علیہ (جمع الفوائد،

مشکوٰۃ)

(اصحاب سنن نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ عورتیں اپنا دامن کتنا لٹکائیں۔ آپؐ نے فرمایا' ایک بالشت لٹکائیں۔ انھوں نے کہا' تو ان کے قدم کھلے رہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ایک ہاتھ لٹکا سکتی ہیں' اس پر اضافہ نہ کریں۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ ازار یا قمیص کو ٹخنے سے اوپر رکھنے کا حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورتیں اس سے مستثنٰی ہیں۔

اب میں مسلم شریف کی ایک حدیث نقل کرتا ہوں جس نے اس مسئلے کو بالکل واضح کردیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے:

فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باذنی ھاتین یقول من جر ازارہ لا یرید بذلک الا المخیلۃ فان اللہ لا ینظر الیہ یوم القیامۃ (مسلم' ج ۲' کتاب اللباس)

تب انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنا ازار گھسیٹے اور تکبّر کے سوا اس کا کوئی ارادہ نہ ہو تو قیامت کے دن اللہ اس کو بہ نظرِ رحمت نہ دیکھے گا۔

اس حدیث نے پوری طرح یہ بات واضح کردی کہ وعید مطلق نہیں بلکہ مشروط و مقید ہے۔ وہ شرط و قید گھمنڈ کی ہے۔ ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر ائمہ دین نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص گھمنڈ اور اتراہٹ (تبختر) کی بنا پر ازار یا قمیص ٹخنے سے نیچے رکھتا ہے تو اس کا یہ فعل حرام ہے اور وہ وعید کا مستحق ہے۔ اور اگر وہ غرور کی بنا پر ایسا نہیں کرتا تو مکروہ تنزیہی ہے۔ یعنی حدیث میں لباس کا جو ادب بیان کیا گیا ہے یہ کام اس کے خلاف ہوگا' لیکن وہ وعید کا مستحق نہیں ہے۔ ازار کے لیے مردوں کو احادیث میں جو ادب سکھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ازار نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک رہے اور اگر کوئی شخص اس سے نیچا رکھنا چاہے تو ٹخنوں تک' یعنی ٹخنے کھلے رہیں' الا یہ کہ کسی معذوری کی وجہ سے تہ بند یا پاجامہ نیچا ہو جائے اور ٹخنے چھپ جائیں۔

(زندگی نو' ربیع الآخر ۱۴۰۶ مطابق جنوری ۱۹۸۶)